رسول معظم ﷺ معمار انسانیت

رضوانہ عثمان

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

سید الانبیاء خاتم المرسلین قدوۃ الرسل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم انسانِ کامل تھے اور جوئیت کا مکمل ترین نمونہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ والاصفات میں وہ بشیر وانسانی صفات بدرجہ اتم و ذیعت ہوئے جن کا تصور ذہن انسانی کر سکتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حسن اخلاق، عفو ودرگزر، امانت و دیانت، احسان ومروت، حسن معاملت، حسن سلوک، شفقت ورحم، صبر وحلم، عدل وانصاف، جود وسخاوت، ذہانت و فطانت، عزیمت واستقامت، شجاعت وتہور، عزم و ثبات، صدق وصفا، علو ہمت واخلاصِ نیت، عفت و عصمت، شرم وحیاء، طہارت نفس وصفائے باطن، پاکی قلب ونظر، رفتار وکردار، حسن گفتار و جمال تکلم، فصاحت وبلاغت اور وقار وانکسار کا عدیم النظیر مرقع تھے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور کی نسبت فرمایا تھا:

وافذ انظرت الی اسره وجهه برقت کسبرق العارض المتهلل

جب میں نے اس کے روئے تاباں پر نگاہ ڈالی تو اس کی شانِ رخشندگی ایسی تھی جیسے کہ کسی لکمہ ابر میں بجلی کوند رہی ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کی تابانی درخشندگی نے دلوں کی ظلمتیں کافور کیں۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے:

وان تقوی الله تبیض الوجود

خدا کا تقویٰ ہی چیزوں کو منور کرتا ہے۔

اور نبوت تو تقویٰ وایمان کی معراج ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بشری وشخصی اعتبار سے ذروہ کمال پر فائز ہیں۔ مگر سیرت وکردار کے نقطہ نظر سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لافانی وزندہ جاوید کارنامہ وہ مذہبی، اخلاقی، معاشرتی اور سیاسی انقلاب ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرزمین عرب میں برپا کیا۔ اس انقلاب نے بنی نوع انسان کی تاریخ کا ایک نیا رخ متعین کیا۔ انسانی جدوجہد اور سعی وعمل کے سامنے نئے نصب العین رکھنے اور افعال وکردار کے نئے معیار واسالیب مقرر کیے انسانی صلاحیتیں جو جبر وتشدد، ویرانی وتخریب، قتل وغارت اور نسل کشی، ظلم واستحصال اور شرف بنی آدم کی پامالی کیلئے صرف ہو رہی تھیں۔ ان کا رخ تعمیر واصلاح، خیر وفلاح، ترقی وبہبود، حق وصداقت، انصاف ومساوات اور خیر خواہی وداد رسی کی طرف موڑ دیا۔ محسن انسانیت نے صدیوں کے تاریخی جمود کو توڑا۔ جاں بلب تمدن وحضارت کی رگوں میں خیر وفلاح کا خون دوڑایا اور فکر وعمل کے نئے افق عطا کئے۔ اس طرح روم وفارس کے سنگین وآہنی نظام ہائے زندگی کو الٹ کے کاروانِ انسانیت کو جادہ حق اور صراطِ مستقیم پر گامزن کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوشل ریفارمر اور معمار انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت میں جو کارہائے گراں قدر سرانجام دیئے ان کے حصر کیلئے ضخیم دفاتر بھی ناکافی ہیں۔

سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کیلئے

مگر بہ نظر استحسان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والاتبار وستودہ صفات نے دنیا میں جس پائندہ وتابندہ انقلاب کو برپا کیا اس کی صرف چند جھلکیاں اپنے محترم قارئین کی خدمت میں پیش کرنا چاہتی ہوں۔

سماجی مصلحین میں ختمی المرتبت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بلند ترین مقام حاصل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جس معاشرے کی اصلاح کیلئے مبعوث کیا گیا وہ سب سے زیادہ فاسد وگمراہ معاشرہ تھا۔ تاریخ انسانی کے جس دور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا گیا وہ تاریخ کا نزدیک ترین دور تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انقلابی تحریک نے محض جاہل بدوی عربوں کو ہی نہیں بلکہ روئے زمین پر بسنے والی تمام اقوام وملل کو متاثر کیا۔

صنم پرستی کا خاتمہ: سرزمین عرب کے باشندے صنم پرستی اور شرک کی لعنت میں گرفتار تھے۔ آپ نے بت پرستی پر اتنی کاری ضرب لگائی کہ صدیوں کے تراشے ہوئے سنگ وحجر کے معبود پاش پاش ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دلوں میں چھپے ہوئے رنگ ونسل اور نسب وذات کے بت بھی توڑ ڈالے صرف جزیرۃ العرب کے لات وصفات اور ہبل وعزیٰ ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہوئے۔ بلکہ شام و مصر، اندلس وعراق، ایران و ترکستان، افغانستان و بلوچستان اور شمالی افریقہ کی سرزمین کو صنم پرستی کی نجاستوں سے پاک ہو گئیں۔ یہاں بھی آپ کی تعلیمات قومیت ووطنیت کے بتوں کو ذلیل ورسوا کر کے نکال دیا۔ اس طرح اقصائے عالم میں مسلک توحید کا نور پھیل گیا۔

معاشرتی انقلاب: جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوع انسان کو بتوں کی غلامی سے آزاد کرایا وہاں انسان کو انسان کی غلامی سے نجات دلائی۔ قاہرہ

جابرلوگ جوقوت وطاقت اور اختیار وحکومت کے بل بوتے پرزیردستوں کی گردنوں پر مسلط تھے انہیں عدل ومساوات اور اخوت ومساوات کا راستہ دکھایا۔ متمرد ومتکبر کج کلاہ حکمرانوں کو مجبور ومقہور غلاموں کی صف میں کھڑا کر دیا۔ غلاموں کیلئے یکساں لباس وطعام کا حکم جاری کیا۔ غلاموں کی رہائی وآزادی کو نیکی میں شامل کیا گیا اور مال زکوٰۃ وصدقات کی مدات خرچ میں غلاموں کی آزادی کو مستقلاً خرچ کیا۔ طبقہ اناث کی مظلومیت کا خاتمہ کیا گیا۔ لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے کی مذموم وغیرانسانی رسم کو ختم کرڈالا۔ لاتعداد شادیوں کو ممنوع قرار دیا گیا۔ عورتوں کے ساجی حقوق، معاشرتی حقوق (حق مہر، وراثت، نان ونفقہ) متعین فرمائے۔ عورت کو معاشرے میں محفوظ وقابل احترام مقام دلایا، اسے جنس بازاری سے چراغ خانہ بنایا۔

انسان سے انسان کے رطب وضبط کی صحیح نوعیت واضح کی اور بندوں کا تعلق براہ راست خدا سے جوڑا۔ اس طرح انسانی تہذیب ومعاشرت اور تمدن وحضارت پر مسلط خود ساختہ انسانی ضابطوں کی بجائے الوہی وربانی اصولوں کو رائج کیا۔

اخلاقی انقلاب: ظہور اسلام سے قبل اہل عرب اخلاقی تنزل وانحطاط کی دلدل میں پھنسے ہوئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اعلیٰ وارفع اور قدسی وپاکیزہ کردار کی جودت سے صالح ونیک معاشرے کو وجود بخشا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شاندار وبے نظیر اخلاقی انقلاب برپا فرمایا۔ رہزنی، ڈاکہ اور قتل وغارت جو شجاعت کا نشان تھے قابل تعزیر جرم ٹھہرے ان کیلئے سخت ترین سزائیں مقرر کی گئیں۔

شراب ومنکرات ام الخبائث قرار پائے اور ۸۰ کوڑے تعزیر مقرر ہوئی۔ مسلمانوں کی جان و مال کو دوسرے پر حرام کیا گیا۔ سنگدلی اور شقاوت، محبت ورافت میں تبدیل ہوگئی۔ قافلے سرراہ لٹنے بند ہوگئے۔ قتل وغارت باہم موانست ومواخات میں تبدیل ہوئی۔ سیاست کی جگہ حسنات نے لے لی۔ شیطانی طاقتیں رحمانی قوتوں سے شکست کھاگئیں۔ امن وامان، اطمینان وسکینت اور احترام قوانین شریعت کے چشمے دلوں کو سیراب کرنے لگے۔ فی الجملہ یہ کہ عرب کے فسق وفجور میں ڈوبے ہوئے معاشرے کو مکمل تطہیر ہوئی اور عرب قوم میں خام سے کندن بن گئی۔

ملت کی تعمیر نو: عرب کی باصلاحیت عسکری قوم جو قبائلی نظام کی وجہ سے منتشر اور پارہ پارہ تھی۔ لوائے توحید کے نیچے آن جمع ہوئی ان میں وحدت وہم آہنگی، اتفاق واتحاد، مرکزیت واجتماعیت اور شعور وفکر کی یکسانیت پیدا ہوگئی۔ ان میں عربیت و عجمیت اور سیاسی وسپیدی کا امتیاز مٹ گیا وہ توحید و ایمان کے مضبوط رشتہ میں بندھ گئی۔ اس میں اس قدر آفاقی وعالمگیر اقدار حیات سے جنم لیا کہ اس سے ٹکرا کر روم وایران کی عظیم سلطنتیں پاش پاش ہو گئیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملت کا نیا مفہوم ان کے سامنے پیش فرمایا جو رنگ ونسل، قومیت علاقائیت، جغرافیت اور لسانیت کے محدود تصورات سے بہت بلند وبرتر ہے اسی نظریہ کی خیر وبرکت سے ملت بیضا کا ظہور ہوا۔ جس نے انسانی فلاح وترقی میں ناقابل فراموش کردار ادا کیا اور پھر یہی بدویانہ قوم جہاں بان وجہاں آرا ہوئی۔ اسلامی ریاست کے سربراہ وامیر کی حیثیت میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ بطور معلم ومربی شارح کتاب اللہ، شارع اور قاضی مقنن کے خود اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمایا ہے۔ اس جامع حیثیت میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت حد درجہ واجب اطاعت وانقیاد ہے۔ اس جامعیت نے تعمیر ملت اور اسلامی ریاست اور حکومت کی تشکیل میں جو دوررس اثرات مرتب کئے ہیں اس کا جائزہ لینے کیلئے متذکرہ صدر جہات میں ایک اجمالی مطالعہ نہایت ضروری ہے۔

رسول بحیثیت معلم ومربی: قرآن مجید میں کئی جگہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب رسالت کے اس پہلو کی تصریح کی گئی ہے۔

جس طرح ہم نے تمہارے اندر خود تمہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو تمہیں ہماری آیات پڑھ کر سناتا ہے اور تمہارا تزکیہ کرتا ہے اور تمہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اور تمہیں وہ باتیں سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے (البقرہ)

اس آیت مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جس منصب کی وضاحت کی گئی ہے ان میں کتاب اور حکمت کی تعلیم کے علاوہ تربیت سے اہل ایمان کی انفرادی واجتماعی خرابیوں کو دور کر کے ان کے اندر اچھے اوصاف اور بہتر نظام اجتماعی کو نشوونما دینا ہے۔ معلم ومربی کے ان مناصب پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے مامور فرمایا تھا تاکہ ایمان لانے کے بعد کوئی یہ کہنے کی جرأت نہ کر سکے کہ یہ دونوں مناصب رسالت کی اجزاء نہ تھے۔ اگر کوئی یہ کہتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرائض اپنی ذاتی حیثیت میں انجام دیتے تھے تو وہ قرآن وحکمت کی تعلیم اور اجتماعی تربیت کو من جانب اللہ ماننے اور سند تعظیم کرنے سے انکار کر دیتا ہے اور بجائے خود یہ رسالت کا انکار نہیں تو اور کیا ہے؟

رسول بحیثیت شارح کتاب اللہ: قرآن مجید کے مطالعہ سے صاف پتہ چلتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد یہ خدمت کی گئی تھی کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ جو احکام وہدایت دے ان کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم توضیح وتشریح فرمائیں۔ اس توضیح وتشریح سے مراد محض کتاب کے الفاظ پڑھ کر سنا دینا نہیں بلکہ تشریح کرنے والا الفاظ سے زائد کچھ کہتا ہے تاکہ سننے والا پورا مطلب سمجھ جائے اور اگر کتاب کی کوئی بات کسی عملی مسئلے سے متعلق ہو تو شارح عملی مظاہر کر

کے وضاحت کرتا ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے

وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! یہ ذکر ہم نے اپ کی طرف اس لئے نازل کیا ہے کہ تم لوگوں کے لئے واضح کر دو کہ اس تعلیم کو جوان کی طرف اتاری گئی ہے۔

اس آیت کی وضاحت کے بعد یہ مسلم ہو جانا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب اس لئے نازل کر رہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قول وعمل سے اس کا مطلب واضح کرے اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو اور عمل بھی منصب رسالت کا ایک جز ہے۔

رسول بحیثیت پیشوا اور نمونہ تقلید: سورۃ آل عمران میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی تحببکم اللہ o قل اطیعوا اللہ والرسول فان تولوا فان اللہ لا یحب الکفرین o

ان آیات میں خود خدائے ذوالجلال نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو رہنما و پیشوا مقرر کیا ہے اور صاف فرمایا ہے کہ اگر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نہ کرو گے تو مجھ سے کوئی امید نہ رکھنا۔ میری محبت اس کے بغیر تمہیں حاصل نہیں ہو سکتی بلکہ اس سے روگردانی کفر ہے۔

سورۃ احزاب میں فرمایا ہے:

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الاخر۔

تمہارے لئے اللہ کے رسول میں ایک نمونہ تقلید ہے ہر اس شخص کے جو اللہ اور یوم آخرت کا امیدوار ہو۔

یہ آیت صراحت کرتی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سب کیلئے نمونہ تقلید ہے۔

رسول صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت قاضی

قرآن مجید میں متعدد بار خدا نے اس کی وضاحت کی ہے کہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قاضی مقرر کیا ہے۔ چند آیات یہ ہیں:

انا انزلنا الیک الکتاب بالحق لتحکم بین الناس بما ارک اللہ (النساء)

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے حق کے ساتھ تمہاری جانب کتاب نازل کی ہے تا کہ تم لوگوں کے درمیان اللہ کی دکھائی ہوئی روشنی میں فیصلہ کرو۔

قل امنت بما انزل اللہ من کتب وامرت لا عدل بینکم۔

اور اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہیے کہ میں ایمان لایا ہوں اس کتاب پر جو اللہ نے نازل کی ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تمہارے درمیان عدل کروں یہ آیات صاف صاف بتاتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عدالت اور قضا کا منصب عطا فرمایا ہے یہ حیثیت رسالت سے الگ نہیں اور کوئی بھی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ آپ کے سامنے سمع واطاعت کا رویہ اختیار نہ کرے

رسول صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت حاکم و فرمانروا

قرآن مجید میں تکرار کیساتھ یہ کہا گیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی طرف سے مقرر کردہ فرمانروا تھے۔ اور اس منصب کی حیثیت بھی صبرو رسالت کی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ

ان الذین یبایعون انما یبایعون اللہ

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

یا یھا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول اولی الامر منکم فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تومنون باللہ والیوم الاخر

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور ان لوگوں کی جو تم میں سے اولی الامر ہوں پھر اگر تمہارے درمیان اختلاف ہو جائے تو اس کو اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو اگر تم اللہ اور روز آخر پر ایمان رکھتے ہو۔

ان سب آیات کا مطلب واضح اور عیاں ہے کہ کوئی ایسا حاکم نہیں جو خود اپنی قائم کردہ ریاست کا سربراہ بن بیٹھا ہو یا جسے لوگوں نے منتخب کر کے حکمران بنایا ہو بلکہ وہ خدا کی جانب سے مقرر کیا ہوا فرمانروا ہے اور یہ فرمانروائی منصب رسالت سے الگ کوئی شے نہیں۔

قرآن پاک کی ان تصریحات کی روشنی میں یہ آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بنا کردہ انقلاب کو کیونکر عدیم النظیر کامیابی نصیب ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سماجی، معاشرتی، اقتصادی، مذہبی، اخلاقی اور روحانی شعبہ ہائے حیات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نئے نظریے خیالات اور اقدار کو روشناس کرایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تائید ونصرت الٰہی سے پستی و ذلت کے گڑھے میں گری ہوئی انسانیت کو نکال کر کامرانی کی بلندیوں پر فائز کیا اور روز قیامت تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سماجی، اخلاقی، سیاسی اور دینی رہنما عالم انسانیت پر اثر انداز ہوتے رہیں گے۔

اللھم صلی علی محمد وعلی ال محمد